فتاویٰ امن پوری (قسط ۵۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا قبر میں عذاب ہوتا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں فتنہ قبر کے متعلق انتہائی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ پہلے خود رسول اللہ ﷺ کو بھی عذاب قبر کا علم نہیں تھا، پھر آپ ﷺ پر وحی نازل کی گئی اور بتایا گیا کہ قبر میں عذاب ہوگا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے قرآن مجید کی آیات کی تفسیر میں بھی عذاب قبر کے متعلق بیان فرمایا، اسی طرح عذاب قبر سے بچنے کی دعائیں کیں۔ قبر کے احوال ذکر کئے، کئی معذبین کے قصے بیان کیے۔

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''عذاب قبر کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے منقول احادیث اتنی ہیں کہ ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا، یہ متواتر مشہور اور صحیح آثار ہیں، اسی طرح صحابہ و تابعین سے بھی بکثرت روایات وارد ہوئی ہیں، جن کو دلیل بنانا واجب ہے۔''

(الأجوبة عن المسائل المستغربة من كتاب البخاري، ص 190)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''ان کے پاس ایک یہودی خاتون آئیں، جس نے عذاب قبر کا ذکر کیا، اس نے سیدہ سے کہا: اللہ آپ کو عذاب قبر سے بچائے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عذاب قبر کے متعلق پوچھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں عذاب قبر حق ہے۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے

رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز میں عذاب قبر سے پناہ مانگتے دیکھا۔غندر نے بایں الفاظ اضافہ کیا ہے: آپ ﷺ نے فرمایا کہ عذاب قبر حق ہے۔''

(صحيح البخاري: 1372، صحيح مسلم: 584)

❁ نیز بیان کرتی ہیں:

''ایک یہودیہ میری خدمت کرتی تھی، میں اس سے کوئی نیکی کرتی تو وہ کہتی کہ اللہ آپ کو عذاب قبر سے بچائے۔ رسول اللہ ﷺ آئے تو میں نے آپ سے وہ بات کہی، عرض کیا: کیا قیامت سے پہلے قبر میں عذاب ہوگا، فرمایا: نہیں، عرض کیا: جب بھی ہم اس یہودی عورت سے نیکی کرتے ہیں، تو کہتی ہے کہ اللہ آپ کو عذاب قبر سے بچائے۔ فرمایا: یہود جھوٹ بولتے ہیں، اللہ پر سب سے زیادہ جھوٹ یہود نے بولا، قیامت سے پہلے کوئی عذاب نہیں ہے۔ پھر کچھ دن بعد دوپہر کے وقت آپ ﷺ کپڑے پہنے ہوئے نکلے، آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں، آپ ﷺ بلند آواز سے پکار رہے تھے: لوگو! تم کو فتنے اس طرح گھیر لیں گے، جیسے اندھیری رات ہے۔ لوگو! اگر تم وہ باتیں جان لو، جو میں جانتا ہوں، تو تم روؤ زیادہ اور ہنسو کم۔ لوگو! اللہ سے عذاب قبر سے پناہ مانگو، بے شک عذاب قبر حق ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 81/6، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْلَا أَنْ لَّا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ .

''اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ آپ مردوں کو دفنانا چھوڑ دو گے، میں اللہ سے دعا کرتا کہ

وہ آپ کو عذابِ قبر سنوادے۔''

(صحيح مسلم : 2868)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ''بنونجار کے ایک باغ میں داخل ہوئے، آپ نے ایک قبر سے آواز سنی، پوچھا : یہ قبر والا کب دفن کیا گیا؟ لوگوں نے کہا: دور جاہلیت میں، آپ اس بات سے خوش ہو گئے، فرمایا: اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ آپ مردوں کو دفنانا چھوڑ دیں گے، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ آپ کو بھی عذابِ قبر سنوادے۔''

(مسند الإمام أحمد : 103/3، سنن النسائي : 2058، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۱۲۶) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ علامہ تورپشتی رحمہ اللہ (۶۶۱ھ) لکھتے ہیں:

''یہ کلام مجمل ہے۔ جو معنی سب سے پہلے ذہن میں آتا ہے، وہ یہ ہے کہ لوگ اگر عذابِ قبر کو سن لیں، تو عذابِ قبر سے بچنے کے لیے دفن کرنا چھوڑ دیں۔ یہ معنی محل نظر ہے، کیونکہ ایک مومن سے ایسی توقع نہیں رکھی جا سکتی، بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اللہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ جب وہ کسی کو عذاب دینے کا ارادہ کر لے، تو اسے عذاب دے گا، اگر چہ وہ مچھلیوں کے پیٹوں اور پرندوں کے پوٹوں میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ازلی قدرت کے سامنے زمین کا اندرونی اور بیرونی حصہ برابر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مومنوں کو اپنے مردے دفنانے کا حکم دیا گیا ہے، دسترس میں ہو، تو اسے ترک کرنا جائز نہیں۔ ہم اپنے علم اور فہم کی حد تک اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اگر لوگ یہ بات سن لیں، جن کو خود ایک

وقت میں موت آنی ہے۔تو اس کی پریشانی بہت عام ہوجائے۔لوگ دفنانا تک چھوڑ دیں،خوف ان کے دلوں کو چیر دے اور وہ میت سڑ گل جائے،مگر لوگ اسے دفنائیں نہ۔''

(المُيَسَّر في شرح مَصابيح السُّنّة :1/72-73)

سوال: قبر کی حفاظت کی غرض سے چار دیواری کرنا کیسا ہے؟

جواب: حفاظت کی غرض سے قبر کے گرد چہار دیواری کرنا درست نہیں۔اگر قبر نشیبی جگہ پر ہے اور بارش کا پانی اس قبر پر اکٹھا ہوجاتا ہے،تو اس کی حفاظت کے لیے اس کے گرد چار دیواری بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ قبر میں زندہ ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں، دنیا سے منقطع ہوکر اللہ کے پاس برزخی زندگی گزار رہے ہیں۔نبی کریم ﷺ کا قبر میں دنیاوی زندگی گزارنا کسی دلیل سے ثابت نہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلَكِ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ، كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُمْ مبِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَّاِلَيْنَا تُرْجَعُونَ﴾(الأنبياء : ٣٤-٣٥)

''ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کو بقائے دوام نہیں بخشا،تو کیا اگر آپ فوت ہوجائیں،تو یہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں؟ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی میں آزمائش کے لئے مبتلا کرتے ہیں اور تم ہماری ہی طرف پلٹائے جاؤ گے۔''

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اللہ رب العزت اپنے نبی سے فرماتے ہیں: اے محمد ﷺ! آپ سے پہلے ہم نے اس دنیا میں کسی آدم کے بیٹے کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی کہ آپ کو ہمیشہ زندہ رکھیں۔ ضرور آپ بھی فوت ہوں گے، جس طرح آپ سے پہلے آنے والے ہمارے رسول فوت ہوگئے تھے۔'' (تفسير الطبري : 17/24)

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَّيِّتُونَ﴾ (الزّمر : ٣٠)

''(اے نبی!) بلاشبہ آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور یقیناً یہ (کفار) بھی مر جائیں گے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''یہ آیتِ مبارکہ ان قرآنی آیات میں سے ہے جنہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بطورِ دلیل پیش کیا تھا۔ اس آیت سے لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی وفات کا یقین کر لیا۔ مذکورہ آیت کے ساتھ یہ آیت بھی ان کی دلیل تھی: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَّسَيَجْزِي اللَّهُ الشّٰكِرِينَ﴾ (آل عمران 3 : 144) (محمد ﷺ صرف ایک رسول ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ پس اگر کیا وہ وفات پا جائیں یا انہیں شہید کر دیا جائے، تو تم اسلام سے پھر جاؤ گے؟ جو شخص اپنی ایڑھیوں کے بل پھر جائے،

وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اللہ تعالیٰ عنقریب شکر گزار بندوں کو بدلہ دینے والا ہے)۔اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ سب لوگ دنیا سے ضرور بالضرور جانے والے ہیں اور آخرت میں اللہ رب العزت کے پاس جمع ہونے والے ہیں۔وہاں اللہ کے سامنے تم توحید و شرک میں اپنا دنیوی اختلاف ذکر کرو گے۔اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے گا۔''

(تفسیر ابن کثیر : 488/6)

اہل علم نے یہ بات بڑی وضاحت سے بیان کر دی ہے کہ برزخی (قبر کی) زندگی ایک مستقل اور الگ زندگی ہے، یہ دنیوی یا مثلِ دنیوی ہر گز نہیں۔

❀ حافظ ابنِ عبد الہادی رحمہ اللہ (۷۴۴ھ) فرماتے ہیں:

''معلوم ہونا چاہیے کہ موت کے بعد روح کا جسم میں لوٹنا استمرارِ حیات کا متقاضی نہیں ہے، نہ اس سے قبل از قیامت ایسی زندگی لازم آتی ہے، جو دنیوی زندگی کی طرح ہو۔برزخ میں روح کا جسم میں لوٹنا سراسر برزخی معاملہ ہے،جس کی وجہ سے مرنے والے سے موت کا نام زائل نہیں ہو سکتا۔

قبر میں جزا و سزا اور مرنے والے کے حالات کے بارے میں سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے جو مشہور اور طویل حدیث(سنن أبي داوٗد : 4753، المستدرك للحاكم :95/1، وسندہٗ حسنٌ)مذکور ہے،اس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مردے کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ وہ روح اس جسم میں ہمیشہ نہیں رہتی، نہ ہی اس کے لوٹنے سے ایسی زندگی ثابت ہوتی ہے،جس کی وجہ سے میت پر لفظ موت کا

اطلاق ہی ختم ہو جائے۔ بلکہ یہ حیاتِ برزخیہ کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔موت اور برزخی زندگی ایک ہی چیز کے دو نام ہیں (یعنی موت کا اقرار کرنے سے برزخی زندگی کا انکار نہیں ہوتا، کیونکہ۔از ناقل) موت کی کچھ اقسام ایسی ہیں، جو زندگی کے منافی نہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے۔ جب آپ ﷺ اپنی نیند سے بیدار ہوتے، تو یہ دعا پڑھتے :

ہر قسم کی تعریف اس ذات کے لئے ہے، جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی ہے، اسی کی طرف ہم نے لوٹ کر جانا ہے۔ (یعنی دنیا میں موت کا اقرار کرکے بھی کسی کو زندہ کہا جا سکتا ہے، تو قبر میں کسی کی زندگی کا اقرار کرکے اسے مُردہ کیوں نہیں کہا جا سکتا، جبکہ یہ ساری چیزیں شرعی دلائل سے ثابت بھی ہیں؟ از ناقل) روح کا بدن کے ساتھ تعلق کئی قسم کا ہوتا ہے:

① اس دنیا میں حالتِ بیداری اور نیند میں روح کا جسم سے تعلق۔

② برزخ میں روح کا جسم سے تعلق۔ یہ تعلق فوت شدگان کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ انبیاء کرام اور رسولوں کی زندگی شہدا کے مقابلے میں زیادہ کامل ہوتی ہے، اسی لیے ان کے مبارک اجساد بوسیدہ نہیں ہوتے اور شہدا کی زندگی ان مؤمنین سے کامل ہوتی ہے، جو شرفِ شہادت نہیں پاتے۔

③ قیامت کے دن روح کا جسم سے تعلق ہونے اور برزخ میں روح کے جسم میں لوٹائے جانے سے دنیوی طرز کی زندگی لازم نہیں آتی۔ جو شخص اس سے دنیوی زندگی کے ثابت ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، وہ بہت سے مقامات پر حس، شریعت اور عقل کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوگا۔‘‘

(الصارم المنكي في الردّ على السبكي، ص 223)

❀ محدث العصر، علامہ ناصرالدین، البانی رحمہ اللہ (۱۴۲۰ھ) لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کی زندگی، وفات سے قبل کی زندگی سے مختلف ہے، اس لیے کہ برزخی حیات ایک غیبی معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو اس کی کیفیات کا علم نہیں۔ البتہ اتنی بات معلوم ہے کہ وہ دنیوی زندگی سے مختلف ہے اور دنیوی قوانین کے تابع نہیں۔ دنیا میں تو انسان کھاتا پیتا، سانس لیتا اور شادی کرتا ہے، نقل وحرکت اور بول و براز کرتا ہے، بیمار ہوتا اور گفتگو کرتا ہے، لیکن کوئی انسان یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ موت کے بعد کسی کو، یہاں تک کہ انبیائے کرام، جن میں سرفہرست ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، یہ امور پیش آتے ہوں۔'' (التوسل؛ أنواعه وأحكامه، ص: 65)

❀ نیز فرماتے ہیں:

''جان لیجئے! اس حدیث سے انبیاء کرام کی جو حیات ثابت ہوتی ہے، وہ صرف برزخی حیات ہے، دنیوی زندگی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ لہٰذا اس زندگی پر یوں ایمان لانا ضروری ہے کہ اس کے بارے میں مثالیں نہ دی جائیں، اس کی کیفیت بیان نہ کی جائے اور اسے ہماری دنیوی زندگی سے تشبیہ نہ دی جائے۔ یہی موقف ہر مومن کے لئے اختیار کرنا لازم ہے کہ اس بارے میں احادیث میں جتنی بات مذکور ہے، صرف اسی پر ایمان لائے، اس سلسلے میں قیاس اور رائے کو دخل نہ دے، جیسا کہ بدعتیوں نے کیا ہے۔ بعض نے تو یہاں تک دعویٰ کر دیا ہے کہ قبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات حقیقی (یعنی دنیوی)

ہے، وہ کہتے ہیں: قبر میں نبی کریم ﷺ کھاتے پیتے اور اپنی ازواج سے مجامعت کرتے ہیں (العیاذ باللہ)، حالانکہ یہ صرف برزخی حیات ہے، جس کی حقیقت کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

(سِلسِلة الأحاديث الصّحيحة : 190/2، ح :621)

اہل سنت والجماعت کا یہ اتفاقی عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد ہر ایک کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ یہ زندگی انبیاء کرام اور شہداء عظام کے ساتھ خاص نہیں، البتہ انبیا وشہدا کی زندگی پاکیزہ، طیب اور اعلیٰ ضرور ہے۔ مومنوں کو قبر میں نعمتیں عطا ہوتی ہیں، جبکہ کافر اور فاسق عذابِ قبر سے دوچار ہوتے ہیں۔

بعض لوگ حیاتِ برزخیہ کا انکار کرتے ہیں، جبکہ بعض نبی کریم ﷺ کی برزخی حیات کو دنیوی، یعنی مادی اور بدنی زندگی کی مثل قرار دیتے ہیں۔ یہ دونوں نظریات افراط وتفریط کی پیداوار ہیں۔ یہ نظریات قرآن وحدیث سے بالکل ثابت نہیں۔ سلف صالحین میں سے کوئی ان نظریات کا حامل نہیں رہا۔ چنانچہ حیات وممات کی بنیاد پر تفرقہ بازی نامناسب فعل اور اہل سنت کے مسلَّم عقیدہ کی مخالفت ہے۔ یہ اخروی زندگی کا معاملہ ہے جو اسلامی عقائد سے متعلق ہے۔ ایسے معاملات صرف اور صرف قرآن وحدیث اور اجماع امت پر موقوف ہیں، ان میں قیاس آرائی کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔

قرآن وسنت سے ماخوذ اعتدال پسندانہ نظریہ وعقیدہ یہ ہے کہ ہر شخص کو برزخی زندگی ملتی ہے۔ اس میں کسی کوئی کی تخصیص نہیں، البتہ یہ زندگی سراسر اخروی ہوتی ہے۔ انبیا وشہدا کی برزخی زندگی کو دنیوی یا مثلِ دنیوی قرار دینا قرآن وسنت کی مخالفت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن وسنت کے مطابق عقائد بنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

(سوال): کیا بھنگی مسلمان کو نماز جنازہ میں شرکت کی اجازت دینی چاہیے؟

(جواب): بھنگی اگر حالت نشہ میں نہ ہو، تو اسے نہیں روکنا چاہیے۔

(سوال): میت کو قبر میں اُتارنے کے بعد اس کا کفن کھول کر ورثا کو اس کا چہرہ دکھانا کیسا ہے؟

(جواب): اگر کوئی رشتہ دار پہلے چہرہ نہیں دیکھ سکا، تو اس کو چہرہ دکھایا جا سکتا ہے۔

(سوال): میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر بیری وغیرہ کی ڈالی گاڑنا کیسا ہے؟

(جواب): ثابت نہیں۔

(سوال): قبر کی دیوار پر کلمہ شہادت لکھنا کیسا ہے؟

(جواب): ثابت نہیں۔ اس کلمہ کا صاحب قبر کو کچھ فائدہ نہیں۔

(سوال): جہاں غیر مسلم مدفون ہوں، وہاں مسلمان کو دفن کرنا کیسا ہے؟

(جواب): مسلمانوں کے لیے الگ قبرستان ہونا چاہیے، البتہ اگر کسی مسلمان کو کفار کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا، تو یہ مسلمان کے لیے باعث عذاب نہیں، کیونکہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا ملے گی۔

(سوال): دفن کے بعد لوگوں کو مختصر وعظ و نصیحت کرنا کیسا ہے؟

(جواب): وعظ و نصیحت کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے، مگر کسی عمل کو کسی وقت کے ساتھ خاص کرنا بغیر دلیل شرعی کے جائز نہیں۔

(سوال): قبر میں میت کے ساتھ کنکریاں رکھوانا کیسا ہے؟

(جواب): بعض لوگ اس غرض سے میت کے ساتھ کنکریاں رکھتے ہیں کہ میت منکر و نکیر کو جواب دے کہ دیکھیں میرے ورثا نے میرے لیے اتنے اتنے قرآن پڑھوائے ہیں۔

اس نیت سے کنکریاں میت کے ساتھ رکھنا بدعت قبیحہ ہے۔ کتاب وسنت میں اس عمل کی کوئی اصل نہیں۔ میت کی طرف سے مروجہ قرآن خوانی کا کوئی ثبوت نہیں۔

قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ زندوں کی دعا فوت شدگان کو فائدہ دیتی ہے۔ قرآن خوانی کے ثبوت پر شرعی دلیل نہیں، لہٰذا یہ دین میں اختراع ہے۔

سوال: میت کو قبر میں چت لٹانا چاہیے یا پہلو کے بل؟

جواب: چت لٹانا چاہیے۔

سوال: کیا جذامی کی میت بھی عام قبرستان میں دفن کی جائے؟

جواب: جی ہاں۔

سوال: کیا جذامی کی میت کو جلانا جائز ہے؟

جواب: ہر مسلمان میت کو دفن کرنا ضروری ہے۔ اسے جلانا بے حرمتی اور بے احترامی ہے، خلاف شرع اقدام ہے، نیز یہ کفار کی پیروی ہے، مجوسی اور ہندو اپنے مردوں کو جلاتے ہیں۔ اَزل سے انسانوں کو دفنایا جا تا رہا ہے۔ یہ مسلمانوں کا متوارث عمل ہے۔

قبر کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے، جتنی انسان کی۔ پہلے انسان کو بھی دفنایا گیا۔ آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا، تو ایک کوا کے ذریعہ اسے دفن کا طریقہ بتایا گیا۔ (المائدۃ: ۳۱) اگر کسی کا کوئی کافر رشتہ دار فوت ہو جائے، تو اس پر ضروری ہے کہ اسے دفن کرے، جلا نہیں سکتا، تو ایک مسلمان کی میت کو کیسے جلایا جا سکتا ہے؟

۞ سعودی علما کا فتویٰ ہے:

حَرْقُ جُثَثِ الْمَوْتٰى عَمَلٌ غَيْرُ جَائِزٍ شَرْعًا، وَهُوَ مِنْ عَمَلِ الْوَثَنِيِّينَ، وَالسُّنَّةُ أَنَّ الْمَيِّتَ الْمُسْلِمَ يُغَسَّلُ وَيُكَفَّنُ وَيُصَلّٰى

عَلَيْهِ وَيُدْفَنُ فِي الْمَقْبَرَةِ الْعَامَّةِ لِلْمُسْلِمِينَ؛ لِأَنَّ حُرْمَةَ الْمُسْلِمِ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهِ حَيًّا، وَأَمَّا غَيْرُ الْمُسْلِمِ فَإِنَّهُ يُدْفَنُ فِي حُفْرَةٍ بَعِيدًا عَنِ الْمُجْتَمَعِ حَتّٰى لَا يَتَأَذّٰى بِهِ النَّاسُ وَلَا يُحَرَّقُ.

''مردوں کے اجسام کو جلانا شرعاً ناجائز ہے۔ یہ بت پرستوں کا طریقہ ہے۔ سنت یہ ہے کہ مسلمان میت کو غسل دیا جائے، کفن دیا جائے، نماز جنازہ پڑھی جائے اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، کیونکہ مردہ مسلمان کی حرمت ویسے ہی ہے، جیسے زندہ کی ہے۔ جبکہ غیر مسلم مر جائے، تو اسے علاقے سے دور گڑھا کھود کر اس میں دفن کر دیا جائے گا، تاکہ اس سے لوگ اذیت محسوس نہ کرے، اسے جلایا نہیں جائے گا۔''

(فتاوى اللّجنة الدّائمة، رقم الفتوىٰ: 17513)

جذام، طاعون اور کرونا وائرس سے فوت ہونے والوں کی میتوں کو بھی دفن کیا جائے گا، البتہ دفن کرنے والے حفاظتی کٹس اور سپرے وغیرہ کا استعمال کریں۔

سوال: قبر پر مکان کی صورت بنانا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔

سوال: دریا برد ہونے والی نعش کو دوسری جگہ دفن کرنا کیسا ہے؟

جواب: دریا برد ہونے والی نعش مل جائے، تو اسے دوسری جگہ دفن کر دینا چاہیے۔

سوال: دفن کے بعد قبر پر سورت بقرہ کا اول اور آخر حصہ تلاوت کرنا کیسا ہے؟

جواب: میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے سرہانے اور پائینتی (پاؤں کی جانب) سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات کی قراءت ثابت نہیں ہے، اس حوالے سے جو دلیلیں

پیش کی جاتی ہیں، ان کا علمی اور تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے:

❀ عبدالرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج نے اپنے باپ سے بیان کیا، مجھ سے میرے والد لجلاج ابو خالد نے کہا، اے بیٹا! جب میں مر جاؤں، تو میرے سر کے پاس سورت بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا، بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

(المُعجم الكبير للطّبراني : ۲۲۰/۱۹، ح : ٤٩١، مَجمع الزوائد : ٤٤/٣)

سند ''ضعیف'' ہے۔ عبدالرحمٰن بن العلاء ''مجہول الحال'' ہے، امام ابن حبان کے سوا کسی نے اس کی توثیق نہیں کی۔

❀ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے ''مقبول'' (مجہول الحال) کہا ہے۔

(تقريب التّهذيب : ٣٩٧٥)

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اس (میت) کے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور اس کے پاؤں کے پاس سورۂ بقرہ کی آخری آیات پڑھی جائیں۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : ٢٤٠/١٢، ح : ١٣٦١٣)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① یحییٰ بن عبداللہ بابلتی ''ضعیف'' ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تقریب التھذیب : ۷۵۸۵، لسان المیزان : ۴۹۰/۱) اور حافظ ہیثمی رحمہ اللہ (مجمع الزوائد : ۴۴/۳) ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

② ایوب بن نہیک کو امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' اور امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ''ضعیف الحدیث'' کہا ہے۔ (الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم : ۲۵۹/۱)

لہٰذا حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ (فتح الباری : ۱۳/ ۱۸۴) کا اس کی سند کو ''حسن'' قرار دینا درست نہیں ہے۔

یہ روایت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنن کبریٰ بیہقی (۵۶/۴) میں موقوفاً بھی آئی ہے۔ اس کی سند عبدالرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

❀ عامر شعبی رحمہ اللہ سے منقول ہے:

''انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی آدمی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر کے اردگرد قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔''

(الأمر بالمعروف والنّهي عن المنكر للخلّال : ۱۲۳، مصنف ابن أبي شيبة : ۲۳٦/۳)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔

① مجالد بن سعید جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے، آخری عمر میں اس کا حافظہ بگڑ گیا تھا، نیز یہ ''تلقین'' بھی قبول کرتا تھا، امام مسلم رحمہ اللہ نے اس سے متابعت میں روایت لی ہے، اسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری: ۴۸۰/۹) نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

② حفص بن غیاث ''مدلس'' ہے، سماع کی تصریح نہیں کی۔

ثابت ہوا کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کی اوّل وآخری آیات کی تلاوت بے ثبوت عمل ہے، شریعت میں اس کا کوئی جواز نہیں، ویسے بھی مطلق طور پر قبرستان میں تلاوت ممنوع ہے۔

سوال: بزرگوں کی قبروں پر پختہ چاردیواری کرنا کیسا ہے؟

جواب: بے ثبوت ہے۔ یہ قبروں کی غیر شرعی تعظیم ہے۔

سوال: میت کو اپنی زمینوں میں دفن کرنا کیسا ہے، جبکہ عام قبرستان بھی موجود ہو؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): کیا مردوں اور عورتوں کے لیے ایک ہی قبرستان درست ہے یا الگ الگ قبرستان بنائے جائیں؟

(جواب): مرد وزن کے لیے ایک ہی قبرستان کافی ہے۔ عہد نبوی سے اب تک یہی طریقہ رائج رہا ہے کہ مردوں اور عورتوں کا ایک ہی قبرستان رہا ہے۔

(سوال): میت کو گھر میں دفن کرنا کیسا ہے؟

(جواب): سنت طریقہ یہی ہے کہ عام قبرستان میں دفن کیا جائے، کیونکہ قبرستان کے الگ آداب ومسائل ہیں۔ اگر گھر میں دفن کرلیا جائے، تو شرعی ممانعت نہیں، البتہ اس صورت میں جس جگہ میت کو دفن کیا جائے گا، اس کا حکم قبرستان والا ہوگا۔

(سوال): اگر کوئی میت مسجد کی زمین میں دفن کردی گئی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): مسجد کی زمین میں دفن کرنا جائز نہیں، البتہ اگر کسی نے دفن کردیا ہے، تو اس قبر کو قائم رکھا جائے۔ اس کو ختم نہ کیا جائے، اگر کوئی ورثا سے قبر کی قیمت وصول کرنا چاہے، تو وصول کرسکتا ہے۔

(سوال): مسجد کے سامنے دفن کرنا کیسا ہے؟

(جواب): اگر وہاں دفن کے لیے کوئی جگہ مختص کی گئی ہے، تو دفن کیا جا سکتا ہے، ورنہ نہیں۔ البتہ یہ ذہن نشین رہے کہ میت کو مسجد کے قرب کا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

(سوال): مکان کی بنیاد میں سے نعش نکلے، تو کیا کیا جائے؟

(جواب): اسے بحفاظت قبرستان میں دفن کردینا چاہیے۔

(سوال): میت پر شال ڈالنا اور سائے کے لیے اس پر چھتری کرنا کیسا ہے؟

(جواب): بدعت اور تکلف ہے۔

(سوال): میت کو جن برتنوں میں غسل دیا گیا ہے، کیا ان کو عام استعمال میں لایا جا سکتا ہے؟

(جواب): انہیں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(سوال): میت کو استعمال شدہ برتنوں میں غسل دینا جائز ہے یا نئے برتنوں میں دیا جائے؟

(جواب): کسی بھی پاک صاف برتن سے غسل دیا جا سکتا ہے۔

(سوال): اگر قبر کے ساتھ کوئی درخت اُگ آئے اور قبر پر سایہ کرے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر خود سے درخت اُگ آیا ہے اور قبر پر سایہ ہو، تو کوئی حرج نہیں، مگر اس نیت سے درخت اُگانا کہ صاحب قبر کو سایہ حاصل ہوگا، قبیح بدعت ہے۔ میت کو اس کے اعمال کا سایہ ملتا ہے، اب وہ دنیوی سایہ کا محتاج نہیں رہا۔

(سوال): دفن کرتے وقت میت کو خوشبو لگانا کیسا ہے؟

(جواب): میت کو غسل کے بعد خوشبو لگانا مسنون ہے۔ دفن کے وقت خوشبو لگانا ثابت نہیں، یہ محض تکلف ہے۔

(سوال): میت کو دفن کے بعد دوبارہ نکالنا اور جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): جنازہ پڑھنے کے لیے دوبارہ میت نکالنا جائز نہیں۔ البتہ اس کی قبر پر جنازہ پڑھا جا سکتا ہے۔

(سوال): تدفین کے بعد اگر ہاتھوں کو مٹی لگی ہو، تو دھونا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): میت کے سر کی جانب سے مٹی ڈالتے ہوئے سورت اخلاص پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): بدعت ہے۔

(سوال): قبر پر کھجور کی ٹہنی گاڑنا کیسا ہے؟

(جواب): ثابت نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جو دو قبروں پر ٹہنیاں گاڑیں تھیں اور ان سے عذاب قبر میں تخفیف ہوئی تھی، وہ ٹہنیوں کی وجہ سے نہ تھی، بلکہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے تخفیف ہوئی تھی۔ اس تخفیف کی مدت یہ تھی کہ جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہیں ہوجاتیں، عذاب قبر میں تخفیف رہے گی۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں دو قبروں کے پاس سے گزرا، جن (کے مردوں) کو عذاب دیا جارہا تھا۔ میں نے اپنی شفاعت کی وجہ سے چاہا کہ یہ عذاب ان سے ہلکا ہوجائے، جب تک دونوں ٹہنیاں تر رہیں۔''

(صحیح مسلم : 3012)

(سوال): قبرستان میں میت کے ورثاء کو صبر کی تلقین کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز اور بہتر ہے، کیونکہ ورثاء کو سب سے زیادہ تسلی کی ضرورت قبرستان میں ہی پیش آتی ہے۔

(سوال): تعزیت کیا ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): میت کے اہل خانہ کے دل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئیجو تسلی کے الفاظ کہے جاتے ہیں، تعزیت کہلاتے ہیں، تعزیت کرنا مستحب ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة : 2)

''نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔''

❀ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کسی مومن کی دنیوی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے دن کی تکلیف دور کر دے گا، جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی، تو اللہ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی فرمائے گا، جس نے کسی مسلمان کی عیب پوشی کی، اللہ اس کی دنیا و آخرت میں عیب پوشی فرمائے گا، اللہ تعالیٰ بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے، جو طلب علم کے لیے سفر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے راہِ جنت آسان فرما دیتا ہے، جب کچھ لوگ اللہ کے کسی گھر میں اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، پڑھتے اور پڑھاتے ہیں، تو ان پر سکینت کا نزول ہوتا ہے، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے گھیر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے پاس فرشتوں میں ان کا تذکرہ فرماتا ہے، جس کے عمل نے اسے پیچھے کر دیا، تو اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکے گا۔''

(صحيح مسلم : 2699)

میت کو دفن کرنے سے پہلے بھی تعزیت کرنا مستحب ہے اور تدفین کے بعد بھی۔ اسی طرح دفن سے پہلے اور بعد میت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے۔ خواتین بھی غیر محرم میت کا چہرہ دیکھ سکتی ہیں، جس طرح بوڑھی خاتون پر پردہ نہیں ہے، چونکہ اس سے پردے کی علت ختم ہو چکی ہے، ایسے ہی میت سے بھی پردے کی علت ختم ہو جاتی ہے۔

(سوال): کیا جنازہ کے بعد تعزیت کی جا سکتی ہے؟

(جواب): کی جا سکتی ہے۔

(سوال): کیا تعزیت صرف ایک بار ہی کی جا سکتی ہے؟

(جواب): ایک سے زائد بار بھی کی جا سکتی ہے۔

(سوال): کیا تین دن کے بعد تعزیت جائز نہیں؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): میت کے پاس جا کر کیا کہنا چاہیے۔

(جواب): میت کے پاس اس کی اچھائی ہی کرنی چاہیے اور ورثاء کو تسلی اور صبر کی تلقین کرنی چاہیے۔

❁ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کسی مریض کے پاس جانا ہو، تو اچھے الفاظ کہا کریں کہ فرشتے آپ کے کہے پر آمین کہتے ہیں۔''

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ابو سلمہ دنیا میں نہیں رہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ یہ دعا پڑھا کریں:

أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلَهٗ، وَاَعْقِبْنِي مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً .

''یا اللہ! میری اور ان کی مغفرت فرما اور مجھے ان کا نعم البدل عطا فرما۔''

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے یہ دعا مانگی، تو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر اللہ نے مجھے عطا کر دیا، یعنی محمد ﷺ۔

(صحیح مسلم : 919)

(سوال): میت کو غسل دیتے وقت کیا کہنا چاہیے؟

(جواب): میت کو غسل دیتے وقت اور کفن پہناتے وقت کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا چاہئے، اس وقت میت کے لیے دعا کرنا مستحب ہے، غسل دینے والے کو میت میں کوئی خوشگوار بات نظر آئے، مثلاً: چہرے کا روشن ہونا یا جسم سے خوشبو آنا وغیرہ، تو مستحب ہے کہ اس کا ذکر دوسروں سے کرے، اگر اس کے اندر کوئی ناگوار بات نظر آئے، مثلاً: چہرے کا سیاہ ہونا، جسم سے بدبو آنا، اعضائے جسمانی میں شدید تبدیلی یا شکل کا بدل جانا وغیرہ، تو دوسروں سے اس بات کا بیان کرنا حرام ہے۔

❁ نبی کریم ﷺ کے غلام سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''غسل دینے والا اگر میت کے عیب چھپاتا ہے، تو اللہ اس کی چالیس دفعہ مغفرت کرتا ہے، جو میت کو کفن پہناتا ہے، اللہ اسے جنت میں ریشم اور دیباج کا حلہ پہنائے گا اور جو میت کے لیے قبر کھودتا ہے، اسے قبر میں اتارتا ہے، اس کے لیے اتنا اجر ہے، جتنا کسی کو قیامت تک کے لیے گھر بنا کر دینے کا ہے۔''

(السّنن الکبریٰ للبیهقي : 395/3؛ شعب الإیمان للبیهقي : 8827؛ المُعجَم الکبیر للطَّبَراني :315/1؛ وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (354/1، 362) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔